القول النفیس

بجواب "ائمہ تلبیس" تالیف ابوالقاسم صاحب رفیق دلاوری

مؤلفہ

سید نجم الدین مہدوی

منشی فاضل - افضل العلماء (مدراس)

اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ء

قیمت (۲ر)

التماس

ایک کتاب "آئمہ تلبیس یا غارتگرانِ ایمان" کے نام سے شایع ہوئی ہے جسکے مؤلف نے "مدعیان الوہیت و نبوت و مسیحیت و مہدیت کے حالات لکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔

اس کتاب میں ایسے لوگوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو مذکورہ معیار پر صحیح نہیں اترتے۔ اور بعض ایسے لوگوں کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے جو اسی قسم کے دعاوی رکھتے تھے۔ عموماً تمام حالات کے بیان کرنے میں تعصب و عناد اور سخت کلامی سے کام لیا گیا ہے جو تذکرہ نویسی کے فرائض کے خلاف ہے۔

جن لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے انھیں زرطلب اور شارعِ اسلام سے دور ثابت کرنے پر زور دیا گیا ہے حالانکہ ان میں بعض ایسے ہیں جنکی نسبت ایسا خیال کرنا درست نہیں۔

تذکرہ نویسی کی اصلی غرض لوگوں کو صحیح معلومات حاصل کرانا ہے۔ اگر غلط توجیہیں یا روایات بجائے صحیح واقعات کے پیش ہوں تو اس سے اصلی غرض پوری نہ ہوگی خصوصاً جس غلط بیانی سے کسی کی نسبت غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہو تو اس سے اتحاد اسلامی کو نقصان پہنچنے اور مسلمانوں میں باہمی منافرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس وقت کل کتاب پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں اور نہ اس سے بحث ہے کہ دوسرے تمام صاحبان تذکرہ کے حالات اور ان کے ماخذ کہاں تک صحیح ہیں۔ اس وقت اس کتاب کے صرف اس حصے سے متعلق جناب مؤلف کو نمونتاً بعض اصولی اور اہم غلطیوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو حضرت سید محمد جونپوری اور مہدویہ سے تعلق رکھتا ہے۔

چونکہ اس سے دوسرے برادرانِ اسلام کو مذہب مہدویہ اور مہدویہ کی نسبت غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہے اسلئے اس مختصر مضمون کو رسالہ کی صورت میں شایع کردیا جاتا ہے کہ تمام برادرانِ اسلام کیلئے انکشاف حقیقت کا اور مہدویہ کیلئے ترقی معلومات کا باعث ہو۔

السید نجم الدین غفرلہ

منشی فاضل ۔ افضل العلماء

حامداً ومصلیاً

کتاب "انمہ تلبیس" دیکھی گئی اس کے دیکھنے سے اور بہت سے شکوک وشبہات جو ایک متلاشیِ حق وصداقت کے ذہن میں پیدا ہونے کی گنجائش ہے اُن سب سے اِس وقت قطع نظر کرتے اور اِس کام کو کسی اور فرصت پر موقوف رکھتے ہوئے فی الحال مؤلف صاحب کی توجہ اِس کتاب کے صرف اُن مباحث کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں جو حضرت سید محمد جونپوری علیہ السلام اور مہدویہ کے حالات وواقعات اور معتقدات کے متعلق درج کیے گئے ہیں۔

متعدد مقامات پر اعتراف کیا گیا ہے کہ آپ کی اِس تحریر کا ماخذ **ھدیۂ مھدویہ** (مؤلفہ مولوی ابو رجا زماں خاں صاحب) ہے اور اکثر مقامات پر "ہدیۂ مہدویہ" کے حوالے بھی دئے گئے ہیں جن سے اِس اعتراف کی تائید ہوتی ہے لہذا اِس اعتراف کے مدنظر حسب ذیل سوالات قابلِ غور اور طلب ہیں۔

(۱) جناب نے "ہدیۂ مہدویہ" کے مندرجہ مضامین کے صحیح یا غلط ہونے کی کس حد تک جانچ پڑتال کی اور اس جانچ پڑتال کے لیے کونسے صحیح ذرائع بہم پہنچائے گئے؟

(۲) اگر دریافت صحت کے کوئی ذرائع بہم پہنچائے گئے ہیں تو اُن کی توضیح فرمائی جائے تاکہ متلاشیانِ حق و صداقت اُن جانچ پڑتال کے ذرائع کو بھی جانچ سکیں۔

(۳) اگر کسی تحقیق و تنقید کے بغیر "ہدیۂ مہدویہ" کے مندرجہ مضامین اخذ کرلئے گئے ہیں تو بتایا جائے کہ ایسا کرنا کہاں تک حق بجانب ہو سکتا ہے جبکہ "ہدیۂ مہدویہ" کے مؤلف نے اقرار و اظہار کیا ہے کہ یہ کتاب "مہدویہ" کے رد میں لکھی گئی ہے۔ مزید براں خود "مؤلف صاحب ہدیہ" کی بدزبانی و بدگوئی۔ واقعات و عقائد میں تحریف لفظی و معنوی۔ اور سب سے بڑھکر ان کا دلخراش پیرایۂ نگارش جو طعن و تشنیع اور استہزا و توہین سے مملو ہے اس حقیقت کو کالنور علی شاہق الطور ظاہر کرتا ہے کہ "مؤلف صاحب ہدیہ" مہدویہ کے مقابلہ میں صاف معاندانہ یا کم از کم فریق مخالف کی حیثیت ضرور رکھتے ہیں۔ پس کسی معاند یا فریق مخالف کے کسی ایسے بیان سے جس پر کسی قسم کی تنقید و تحقیق نہ کی گئی ہو اور اس کے فریق مقابل کی طرف سے اس کی کیا تردید یا صفائی پیش کی گئی ہے یا کم سے کم اسکی اصلیت کے متعلق اس فریق کا اقرار ہے یا انکار۔ ان سب ضروری امور سے اغماض کرتے ہوئے بھی جیسا آپ نے کیا ہے اس کے فریق مقابل یعنے "مہدویہ" پر کوئی الزام قانوناً یا شرعاً ثابت ہو سکتا ہے؟

(۴) اگر کسی فریق مخالف کے مجرد بیان سے اس کے فریق مقابل پر کسی طرح کا الزام عائد کرنا قانوناً و شرعاً درست نہیں تو پھر آپ کا "ہدیۂ مہدویہ" کے مندرجہ مضامین کو اسی حالت میں بغیر تنقید و تحقیق اور جانچ پڑتال کے اپنی کتاب تمہید میں

میں درج کرکے اُس کو خود صحیح باور کرنا اور ناظرین کے روبرو اُس کو باوثوق حقیقت کی صورت میں پیش کرنا بلکہ اُس یکطرفہ بیان کو مخترعانہ نکتہ بندی و خیال آرائی کی بنا قرار دینا قانوناً یا شرعاً کہاں تک درست ہے؟

(۵) اگر کسی فریق مخالف کے مجرد بیان سے اُس کے فریق مقابل پر کسی تنقید و تحقیق کے بغیر الزام عائد ہو سکتا ہے تو بتایا جائے کہ بعض معاندین اسلام مثلاً آریہ اور عیسائیوں نے اسلام یا بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم (ارواحنا فداہ) کے حالات و واقعات و معتقدات کے متعلق جو تحریرات شائع کئے ہیں اور ان سب کا ماخذ بعض اسلامی تالیفات یا آیات قرآنی و احادیث رسالت پناہی کو تحریف کر کے اُن سے غلط اور بے سروپا توجیہات اخذ کئے ہیں کیا ان تمام تحریرات سے اسلام یا بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمان مورد الزام ہو سکتے ہیں؟

(۶) اگر کسی غیر مسلم معاند کا ہر بیان کسی تنقید و تحقیق کے بغیر مسلمانوں کے مقابلہ میں ان پر الزام ثابت ہو جانے کے لئے کافی ہے تو ایسا کرنا یا کہنا اصول قانونی سے منطبق نہیں اور کوئی مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا۔ پس جب معاندین اسلام کے یہ بیانات اُن کی حقیقت کی جانچ پڑتال کئے بغیر اسلام اور مسلمانوں کو مورد الزام نہیں بنا سکتے اور اُن کے حق میں صحیح تسلیم نہیں کئے جا سکتے تو پھر مؤلف "ہدیہ" کے مجرد بیانات اور اعتراضات و الزامات بھی "مہدویہ" یا "ذکریہ مہدویہ" کے حق میں بغیر تنقید و تحقیق کے کس طرح تسلیم کئے جا سکتے ہیں کیونکہ مؤلف ہدیہ کی مہدویہ کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو سر ولیم میور وغیرہ معاندین اسلام کی اسلام و بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانوں کے مقابلہ میں ہو سکتی ہے۔

(۷) بعض واقعات آپ نے ایسے بھی درج کئے ہیں جن کا ماخذ نہیں بتایا گیا ہے کہ یہ واقعات کن کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں مثلاً صفحہ ۲۹۹ پر آپنے لکھا ہے کہ :-

"مہدویہ لکھتے ہیں کہ شیخ نے عالم رویا یا نیم بیداری کی حالت میں ایک شخص کو دیکھا جس کے چہرے پر آثار تقدس و بزرگی ہویدا تھے وہ سید کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا کہ تو ہی مہدی موعود ہے"

اس تحریر میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مہدویہ نے ایسا لکھا ہے لیکن کس کتاب میں لکھا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ واقعہ مہدویہ کی جس کتاب سے آپنے لیا ہے اُس کا نام کیا ہے ؟ اُس کا مولف کون ہے اور کس درجہ کا ہے اور اُس کی اصل عبارت کیا ہے ؟

(۸) عقائد مہدویہ کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ واقعات حالات سے بھی زیادہ تحقیق طلب ہے مثلاً صفحہ (۲۹۴) پر لکھا ہے کہ :-

"مہدوی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین سے مُراد یہ ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ آنحضرت صلعم کے بعد پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی تبع شریعت کا پیدا ہو تو منافی آیہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا نہیں ہے اور سید محمد جونپوری پیغمبر تبع ہیں"

مہدویہ کا یہ قول آپ نے کہاں سے لیا ہے ۔ اگر یہ مہدویہ سے آپ نے لیا ہے جیسا کہ

حوالے سے ظاہر ہوتا ہے تو قانوناً و شرعاً آپ کا فرض تھا کہ پہلے آپ یہ تحقیق کر لیتے
کہ مؤلف صاحب ہدیہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ کس حد تک صحیح ہے ؟ بس سنئے یہ
یہ قول یا اعتقاد مؤلف ہدیہ کا ہو تو ہو لیکن مہدویہ تو ختمیت نبوت کے قائل
و معتقد ہیں ۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ بتائیے کہ کسی مخالف و معاند
مہدویہ کے مجرد قول سے تمسک کرتے ہوئے مہدویہ کو ختمیت نبوت کے قائل و
معتقد نہ ہونے کے الزام دینے میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں ؟

اسی طرح صفحہ ۱۳۳ پر آپ نے لکھا ہے کہ :-

"مہدی جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود فرضیت و
استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلاور
کے حجرے کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اس کے تین طواف کعبہ
کے سات طواف بلکہ تمامی ارکان حج کے قایم مقام قرار دیتے تھے"

آپ نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام حج کو تشریف
لے گئے ہیں ۔ نیز "ہدیہ مہدویہ" کے مؤلف صاحب نے بھی خود حضرت مہدی
علیہ السلام اور صحابہ و خلفائے آنحضرت علیہ السلام کے حج کو جانے کا اعتراف
کیا ہے ۔ آج تک بھی ہر وہ مہدوی جس کو وجوب حج کے اسباب و شرائط میسر
ہوتے ہیں فریضہ حج ضرور ادا کرتا ہے ۔ چنانچہ خود مؤلف صاحب ہدیہ جب
حج کو گئے تھے تو کئی علمائے مہدویہ ادائی فریضہ حج میں مؤلف صاحب ہدیہ
کے ہمسفر تھے ۔ اس کے مقابل مؤلف صاحب کا یا آپ کا یہ دعوے کہ مہدی
جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود فرضیت و استطاعت کے منع کیا

واقعات کے خلاف ہے۔ آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں "ہدیۂ مہدویہ" کا حوالہ دیکر جس کے مؤلف "مہدویہ" کے شدید ترین معاند ہیں اور جن کی کتاب غلط نتائج اور اتہامات سے مملو ہے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس امر کی تصحیح النقل کی تمامتر ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے کہ فرضیت و استطاعت کے باوجود حضرت مہدی علیہ السلام کا لوگوں کو حج سے منع کرنا آپ نے مہدویہ کی کس کتاب میں دیکھا ہے اور کس کتاب سے نقل کیا ہے۔

کتب مہدویہ میں صرف یہ واقعہ ملتا ہے کہ ایک عورت کو جس کے پاس کچھ زاد و راحلہ تو تھا لیکن اس کا کوئی محرم نہیں تھا جس کے ساتھ وہ سفر حج کر سکتی حضرت مہدی علیہ السلام نے حکم دیا کہ روپیہ فی سبیل اللہ مستحقین پر صدقہ کردے اور خود میاں ولاور کے حجرے کا طواف کرلے چنانچہ اس نے حکم کی تعمیل کی اور تیسرے ہی چکر میں تجلیات ربانی سے مستغرق اور مدہوش ہوگئی

اس خاص واقعہ کی صورت ظاہر ہے کہ جب اس عورت کے ساتھ کوئی محرم نہیں تھا تو اس پر فرضیت حج ثابت نہیں تھی اور پھر اس واقعہ میں نہ فرض حج ادا ہونے کا ذکر ہے اور نہ تین طواف کو کعبۃ اللہ کے سات طواف یا تمامی ارکان حج کا قایم مقام قرار دیا گیا ہے بلکہ صرف حج کا مقصد حاصل ہونے کی بشارت معلوم ہو رہی ہے اور ظاہر ہے کہ مقصد حج برآنا اور فرض حج ادا ہونا دو علیحدہ مسئلے ہیں۔

کیا اس طرح کی خاص صورت پر جہاں شرائط وجوب حج موجود نہ ہوں فرضیت و استطاعت کے باوجود لوگوں کو حج بیت اللہ سے منع کرنے کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے؟ یا اسکے سوا حضرت امامنا علیہ السلام کا آپ کوئی اور واقعہ پیش کر سکتے ہیں تو بتائیے

کہ اور کن لوگوں کو استطاعت و فرضیت کے باوجود حج سے منع کیا گیا تھا؟

اگر آپ اپنے اس دعوے پر واقعات سے ثبوت نہ پیش کر سکیں اور ہرگز ہرگز نہ پیش کر سکیں گے تو یقیناً ایک جماعت کثیر کے مقتدا و معتقد علیہ امام علیہ التحیۃ والسلام پر افترا و اتہام اور ایک فرقہ کے سمت ان کی نسبت غلط فہمی پیدا کر کے مسلمانوں میں باہمی منافرت پھیلانے کے مرتکب ہوئے ہیں آپ ہی کہیے کہ ایسے شرور و فتن پیدا کرنے والے کی نسبت شریعت اسلامیہ کیا سزا تجویز کرتی ہے۔

یہ تو اصل واقعات کا اظہار تھا جس کے نظر کرنے سے اس بے اصل اعتراض کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ آئیے مزید توضیح کے لئے اس قسم کی مثالیں دوسرے اولیاء اللہ کے حالات میں ہم بتاتے ہیں۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ حج و عمرہ کے ارادہ سے[1] جا رہے تھے راستہ میں ایک بزرگ نے ملکر کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس زادراہ ہے وہ میرے روبرو رکھدو اور میرے اطراف سات طواف کر لو اور یہ سمجھ لو کہ تم نے سعی صفا اور حج و عمرہ ادا کر لیا۔ اور مراد حاصل ہو گئی۔ چنانچہ بایزید نے ان کی بات مان لی۔

---

[1] حضرت مولانا روم نے مثنوی میں حضرت بایزید کے واقعہ کو جس طرح لکھا ہے اس کا ضروری اقتباس یہ ہے:-

سوے مکہ شیخ امت بایزید | از برائے حج و عمرہ می دوید
بایزید اندر سفر جستے بسے | تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچو ہلال | دید دروے فر و گفتار رجال
بایزید او را چو از اقطاب یافت | مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
گفت عزم تو کجا اے بایزید | رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصد کعبہ دارم از پگہ | گفت ہیں با خود چہ داری زاد رہ
گفت دارم از درم نقرہ دویست | نک ببستہ سخت بر گوشۂ ردیست
گفت طوفے کن بگردم ہفت بار | وین نکوتر از طواف حج شمار

(باقی بر صفحہ آئندہ)

نفحات الانس میں حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :-

"شیخ ابو سعید ابو الخیر ہر مریدے را کہ اندیشۂ حج بودے وے را بسر خاک پیر ابو الفضل فرستادے و گفتے کہ آں خاک را زیارت کن و ہفت بار گرد آں خاک طواف کن تا مقصود حاصل شود"

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ میں زاد راہ مہیا ہونا۔ اُس بزرگ کا خود زاد راہ طلب کر لینا۔ خود کو بیت اللہ سے زیادہ برگزیدہ بتانا۔ اپنے طواف کو حج و عمرہ کی ادائی سمجھنے اور حج سے کہیں زیادہ بہتر جاننے کی ہدایت کرنا صراحتاً موجود ہے۔

حضرت ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کا پیر ابو الفضل کی قبر کا طواف کرنے کی ہدایت کرنا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ ہر اُس مرید کو جسے حج کا خیال ہوتا یہی حکم دینے کا استمراری عمل ثابت ہو رہا ہے۔ یہ سب وجوہ مہدویت متعلقہ واقعہ میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ پس کیا بدرجۂ اولےٰ ان واقعات سے بھی یہی نتیجہ نکالا جائیگا اور وہ صحیح بھی ہوگا کہ حضرت بایزیدؒ نے اُس بزرگ کی ذات کو اور حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ نے حضرت ابو الفضل کی قبر کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھیرایا تھا کہ انکے طواف کو کعبۃ اللہ کے طواف بلکہ تمامی ارکان حج کا قائم مقام قرار دیتے تھے۔ اگر ایسا کہنا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

وان درمہا پیش من نہ ای جواد — دان کہ حج کردی و حاصل شد مراد — عمرہ کردی عمر باقی یافتی — صاف گشتی بر صفا بشتافتی

حق آں حقی کہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است — چون مرا دیدی خدا را دیدۂ — گرد کعبۂ صدق برگردیدۂ

خدمت من طاعت و حمد خداست — تا نپنداری کہ حق از من جداست — چشم نیکو باز کن در من نگر — تا ببینی نور حق اندر بشر

کعبہ را یکبار بیتی گفت یار — گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار — بایزید آن نکتہا را ہوش داشت — ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت

صحیح نہیں اور اس کی روحانی توجیہات ہو سکتی ہیں جن کا طرف مولانا رومؒ نے اشارہ کیا ہے اور ملک العلماء بحرالعلومؒ نے شرح مثنوی میں انکی کچھ توضیح کی ہے[1]۔ تو پس اسی طرح حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کے حجرے کے طواف کی نسبت بھی یہ اعتراض بھی درست نہیں اور اسکی بھی وہی توجیہات ہو سکتی ہیں۔

(۹) اسکے علاوہ متعدد تاریخی واقعات آپنے ایسے درج کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ امامنا مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحابؓ وغیرہ کے اصلی حالات و سوانح حیات سے بعض ناواقف ہیں یا اگر واقف ہیں تو بعض متعصب مورخین کی طرح عمداً مخالفانہ و معاندانہ پہلو اختیار کیا ہے چنانچہ اسکی چند مثالیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔ مثلاً صفحہ (۳۰۶) پر آپنے لکھا ہے کہ:

"جب سید محمد عزابہ دنیا سے معمورہ عقبیٰ کی طرف روانہ ہوا تو میاں خوندمیرؒ نے اپنے پیر و مرشد کا دسواں کرتے ہی ایران سے اپنے وطن مالوف گجرات کاٹھیاواڑ کو مراجعت کی"

---

[1] بحرالعلوم شرح مثنوی میں لکھتے ہیں قولہ گفت طوفے کن بگردم ہفت بار الخ دریں اشارت است بآنکہ چنانکہ ظہور ذات باسماء و صفات در صورت انسانیہ است ہمچنیں در صورت کعبہ اگرچہ در ہر دو ظہور مختلف است کہ در صورت انسانیہ ظہور ذات باسماء و صفات الٰہیہ است یا ظہور صفات کونیہ۔ پس انسان مظہر اتم است بخلاف کعبہ کہ در روئے ظہور جمیع صفات منفعلہ کونیہ نیست و نیست مثال در روئے مگر ذات باسماء و صفات الٰہیہ ——

اما انسان کہ اینجا مذکور است شاید دراں وقت درآں قطب الامتہو بود الخ ۱۲

حالانکہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرہ علاقہ خراسان سے گجرات کو واپس ہوئے ہیں نہ ایران سے بلکہ حضرت عمر بھر میں کبھی ایران کو تشریف نہیں لے گئے ہیں۔

اسی طرح صفحہ ۱۰۳ پر آپ لکھتے ہیں:۔

"برہان نظام شاہ نے سید محمدؑ جونپوری کے پوتے سے اپنی بیٹی کی طلاق حاصل کی"۔

یہ واقعہ طلاق بھی محض غلط ہے۔ برہان نظام شاہ کی بیٹی بی بی فاطمہ عمر بھر اپنے شوہر حضرت بندگی میاں سید میراں جیؓ کے ساتھ رہیں اور بعد مرگ بھی اپنے شوہر کے پہلو میں دفن ہیں چنانچہ موضع لاکھ تعلقہ راہوری ضلع احمد نگر میں بی بی فاطمہ اور بندگی میاں سید میرانجیؓ کی قبریں بازو بازو ہیں جو مقامی لوگوں میں عام طور پر مشہور ہیں۔

غرض اس قسم کی بے تکی واقعہ نگاری کے بیشمار نمونے آپ کی تحریر میں ملتے ہیں جن کا نہ آپ نے ماخذ بتایا ہے اور نہ اس قسم کے بے سروپا ہفوات کی تحقیق کی ہے۔

اسی ضمن میں آپ کی اس تاریخی غلطی اور اخلاقی کمزوری کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جو آپ نے لکھا ہے کہ:۔

"چونکہ مہدویہ کے پاس ہدیۂ مہدویہ کی تحریروں کا کوئی علمی جواب نہ تھا انھوں نے زبانِ قلم کے بجائے زبانِ تیغ سے اسکا جواب دینا چاہا" الخ

حالانکہ جو واقعہ آپ نے لکھا ہے اسکی حیثیت ایک شخصی فعل کی تھی جس سے تمام قوم کو

کوئی تعلق نہیں اور یہ بھی صریح خلاف واقع غلط بیانی ہے کہ پیشوایان مذہب کا جنت کی ترغیب دلانا اس واقعہ کا باعث تھا۔ اس کے اصلی واقعات واسباب شاید آپ کو معلوم نہیں ہیں۔ ہدیۂ مہدویہ کی اشاعت کے بعد ہی اسکے متعدد جوابات لکھے گئے۔ جن میں سے تمام مطبوعہ جوابات اور بعض غیر مطبوعہ جوابات کے اکثر حصے مولف صاحب ہدیہ کی نظر سے گزر چکے تھے۔ لیکن اسکے بعد بھی مؤلف صاحب "ہدیہ" کو اپنی غلط رائے اور دل آزار تحریرات پر اصرار ہی رہا اور انھوں نے اپنی غلط بیانیوں اور بہتانات و افترا پردازیوں اور خصوصاً حضرت امامنا مہدی علیہ السّلام کی جناب میں بے ادبی۔ دریدہ دہنی اور آپ کے فرامین میں لفظی ومعنوی تحریفات کرکے عوام کو مغالطہ دہی اور مہدویہ کو واجب القتل قرار دینے کی تائید کرکے آتش فتنہ کو بھڑکانے کی جو رکیک و ناشایستہ کوشش کی تھی اس کی کوئی تلافی نہیں کی بلکہ مزید براں اندرونی طور پر ہدیۂ مہدویہ کو پیش کرکے دوسرے فرقہ ہائے اسلامی کو مہدویہ کے مقابل برانگیختہ کرنا شروع کیا۔

اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعب بن اشرف ایک شاعر تھا جو اسلام وبانیٔ اسلام صلعم کی ہجو کرتا اور کفار و مشرکین عرب کو آنحضرتؐ اور مسلمانوں کے مقابل آمادۂ جنگ کرتا رہتا اور ہر طرح رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو جسمانی وروحانی تکلیف پہنچانے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ کعب بن اشرف کو کون قتل کریگا کیونکہ اسنے خدا کو اور خدا کے رسول کو ایذا دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا

یا رسول اللہ کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اُسکو قتل کروں؟ فرمایا ہاں! عرض کیا لیکن اُس کو فریب دینے اور اُس کے قتل پر قادر ہونے کے لئے چند ایسی باتیں کہنے کی ضرورت ہے جو اسلام کے خلاف اور جناب اقدس میں بے ادبی کا باعث ہیں۔ کیا اِس کی اجازت ہے؟ فرمایا مضائقہ نہیں تم جو کچھ چاہتے ہو کہو اور جس طریقہ سے بھی اسکو قتل کر سکتے ہو کرو۔ اِسی حکم کی بناء پر محمد بن مسلمہ نے چند ہمراہیوں کے ساتھ کعب بن اشرف کو حیلہ و فریب دیکر قتل کیا اور اس کا سر لاکر رسول اللہ صلعم کے قدوم مبارک پر ڈالدیا۔ حضرت بہت مسرور ہوئے اور خدا تعالےٰ کا شکر ادا فرمایا۔

اِسی طرح ابو رافع بھی حجاز کا ایک تاجر تھا جو رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا اور مشرکین عرب کو مالی مدد دیکر ان میں اور مسلمانوں میں منافرت اور جنگ و جدال پیدا کرنے کے اسباب فراہم کرتا رہتا تھا۔ بعض صحابہ نے جو قبیلہ خزرج سے تھے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ جس طرح قبیلہ اوس نے کعب بن اشرف کو قتل کیا ہے اُسی طرح ابو رافع کو قتل کرنے کی ہمیں اجازت ہو۔ حضرت نے اجازت دی اور عبداللہ بن عتیک کی سرکردگی میں ایک چھوٹی سی جماعت کو اُس کے لئے مقرر فرمایا جب عبداللہ بن عتیک ابو رافع کو قتل کرکے حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ صلعم نے عبداللہ کو بشارت دی اور اظہار خوشنودی فرمایا[1]

---

[1] کعب بن اشرف اور ابو رافع کے قتل کے واقعات کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث و سیر سے مدارج النبوۃ میں بالتفصیل لکھا ہے جس کا ضروری اقتباس یہ ہے کعب بن اشرف شاعر بود و دائم بہ ہجو رسول خدا و مسلمانان مشغول بودے و ایذائے بسیار می نمودے و کفار قریش را بر محاربہ

ان دونوں کے علاوہ بعض دوسرے فتنہ پرداز اور خدا اور رسول کی توہین کرنیوالے مرد اور عورتیں بھی اسی طرح قتل ہوئی ہیں۔ کیا آپ فرمائیں گے کہ مسلمانوں نے انکو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

آنحضرت تحریص کرد۔ و چون خبر فتح بدر بوے رسید و شنید کہ صنادید قریش کشتہ شدند بسیار ملول شد و بہ سوئے قریش بمکہ رفت و بر کشتگان بدر گریہا و مرثیہا گفت۔ در ضمن آن تحریص کفار کرد بر جنگ آنحضرت صلعم.......

روایت است از جابر کہ گفت پیغمبر خدا صلعم مَن لکعب بن الاشرف۔ فرمود آنحضرت کہ کیست کہ متعہد شود در قتل ابن اشرف را زیراکہ وے بتحقیق ایذا کردہ است خدا و رسول خدا را۔ پس بایستاد محمد بن مسلمہ [فقال] گفت یا رسول اللہ آیا دوست میداری کہ بکشم اورا۔ فرمود نعم۔ و محمد بن مسلمہ بحضرت عرض کرد اگر در احتیال قتل و فریب دادن وے بعضے مقدمات کہ بغیر ... شکایت و نقص عہد جناب رسالت وارد گفتہ شود اذن ہست؟ فرمود آنحضرت بگو ہر چہ میخواہی بحبس ... را ہر طور کہ میدانی۔ پس رفت محمد بن مسلمہ بکعب و گفت این مرد یعنے آنحضرت بتحقیق سوال می کند از ما صدقہ را یعنے از اموال ما صدقات از زکوۃ وغیر آن میگیرد و در تعب انداختہ است ما را یعنے باخذ صدقات و بہ تکالیف دیگر کہ تشریع کردہ است در حدیث بخاری [صحیح] [است]

.......گفت کعب بخدا سوگند ملول خواہید گشت از وے یعنے ہنوز چہ شدہ است زیادہ برین ملال و ضجرت و محنت خواہید دید از وے۔ گفت محمد بن ... ما خود تابعت او کردہ ایم ما او را.......

دوست نداریم کہ بالفعل بگذاریم و از سخن خود برگردیم۔ آن ملعون ازین سخن شادمان شد۔ گفت محمد بن مسلمہ و ... بن معاذ کہ بمشاورت درین کار مامور بودند و ابو نائلہ کہ رضیع نیز ہمراہ بود کہ ما را احتیاج روے نمودہ آمدہ ایم پیش تو کہ قرض دہی ما را یک وسق یا دو وسق شک راوی است از طعام....... گفت کعب نعم قرض بدہیم شما را بشرط آنکہ چیزے گرو نہند نزد من۔ گفتند چہ گرو نہیم نزد تو گفت زنان خود را گرو نہید گفتند چگونہ گرو نہیم زنان را و حال آنکہ تو جمیل ترین و خوش شکل ترین مردان عرب یعنے زنان میل دارند بصورت جمیلہ

رسول اللہ صلعم کے حکم و اجازت سے اسی لئے قتل کیا تھا کہ ان کی طرف سے اسلام

بقیہ پیش صفحہ گذشتہ

خوب پیش آید مبادا گرفتار شوند و مبتلا گردند. گفتند که مبادا تو مبتلا شوی بزنان و بدکاری کنی با ایشان از جهت ناد
تو تعظیم و تحرز داشت بدکاری بود تا از دست نرود. گفت پس اگر زنان را گرو نمی کنید پسران را گرو کنید گفتند چگونه
گرو کنیم پسران را مردم دشنام خواهند کرد ایشان را و عیب خواهند گرفت بر ایشان که به وسق یا دو وسق طعام گرو
کرده شدند و این عار یا ابد خواهد شد ولیکن ما رهن میکنیم لامه خود را یعنی سلاح را .... پس وعده کرد
محمد بن مسلمہ که بیاید او را در شب پس آمد در شب و با وے ابو نائلہ بود و او برادر کعب بن اشرف از رضاع و ندیم
او بود در جاهلیت. بعضے گفته اند که محمد بن مسلمہ نیز برادر رضاعی او بود پس آن داستان محمد بن مسلمہ و ابو نائلہ کعب را پس خواندند او را
بجانب حصن و خواست که فرود آید بسوئے ایشان از حصین و وے نو کدخدا بود. پس گفت زن وے کجا میروی و بسوئے که
میروی درین ساعت گفت هیچ کس نیست مگر محمد بن مسلمہ و برادر ابو نائلہ. گفت زن مرد می شنوم آوازے را
که می چکد از آن خون .... و چون مبالغه کرد زن در منع از خروج کعب گفت که مرد کریم و بزرگ اگر خوانده شود
بسوئے طعن یعنی نیزه زدن و کشتن و هلاک کردن هر آئینه اجابت می کند و می رود بآن جانب که خوانده می شود.
پس در آمد محمد بن مسلمہ با چهار یار دیگر که اتفاق داشتند با وے و قرار داد با ایشان چون بیاید کعب من
می گیرم موئے سر او را و چون ببینید که من متمکن شده ام از موئے سرش و پیچیده ام آن را بدست خود بزنید گردن او را
پس فرود آمد کعب پیچیده سر زن خود را بجامه و فایح می گردد از سر و بوئے خوش. گفت محمد بن مسلمہ ندیدم هیچ
امروز هیچ بوئے خوشتر ازین بوئے که از تو می آید گفت من نکاح کرده ام اعطر نسائے عرب و اجمل آنها را گفت محمد بن مسلمہ
اذن میدهی مرا که ببویم سرت را گفت ببوئے پس گرفت موئے او را ببوئید و یاران دیگر را نیز ببویانید و بگذاشت
بار دیگر ببوئید پس موئها محکم در دست پیچید و گفت بزنید گردن دشمن خدا را پس کشتند آن ملعون را و جدا کردند
سر او را از تن او و بعد ازاں متوجه مدینه گشتند .... و چون یاران به بقیع رسیدند تکبیر برآوردند
آنحضرت در خانه خود ایستاده بود چون تکبیر ایشان شنیده دانست که ایشان را کشته اند و خود نیز تکبیر برآورد.

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

وچون بحضور شریف آمدند سر پلید آن دشمن خدا را پیش پائے مبارک آن سرور بر خاک مذلت انگندند واین اول سرے بود کہ
برداشتند در اسلام آن حضرت صلعم شکر خداوند تعالے بتقدیم رسانید و آب دہن خود را بر جراحت حارث بن اوس کہ از شمشیر
یاران رسیدہ بود وخون میرفت بمالید فی الحال بہم آمدہ بہ شد۔

وہم درین سال بعد از قتال کعب ابن الاشرف قتل ابو رافع تاجر حجازی بود واین غریب تر از قتل کعب ست.....
قصۂ وے آنست کہ چون قاتلان کعب از قبیلۂ اوس بودند کار خطیر بتوفیق الہی بتقدیم رسانیدند و خدمت شائستہ کردند
در خاطر قبیلہ خزرج نیز داعیہ پیدا شد کہ ایشان نیز یکے از اعادی دین کہ عدیل ونظیر کعب باشد بقتل رسانند و بعد از مشاورہ
میان خود قرار دادند کہ ابو رافع است کہ وے نیز بایذائے پیغمبر خدا و مسلمانان مشغول بود و اعانت می نمود مشرکان را بمال
و منال خود بر جنگ وے صلعم و ازین عبارت ظاہر می شود کہ از حضرت رسول صلعم ابتداء امر بقتل ابو رافع و تحریص بران واقع
نہ شد بلکہ ایشان قتل او را در خواستند و آنحضرت اذن داد ایشان را بدان و پنج کس از مردان ایشان برآن برگماشت
و عبد اللہ بن عتیک را بر ایشان امیر ساخت و بعد از رخصت بجانب خیبر کہ حصار ابو رافع در آنجا بود روان شدند
وچون آنجا رسیدند وقت غروب کہ چار پایان قوم از چراگاہ باز گشتہ بحصار می در آمدند عبد اللہ بن عتیک با یاران
خود گفت کہ شما بنشینید بجائے خود باشید تا من بہ دربان تلطفے نمودہ و ازو احتیاطے کردہ بدر حصار
آیم و شما را نیز در آرم پس نزدیک بحصار رفت و سر خود را پوشید چنانچہ برائے قضائے حاجت میکنند نشست و خود را
چنان نمود کہ گویا از اہل حصار ہست پس بواب ندا در داد کہ اے بندہ خدا اگر میخواہی کہ در آئی زود در آ کہ میخواہم
در را ببندم پس در آمدم و پنہان شدم در جائیکہ مربط خار بود نشستم و درنگ کردم و چون مردم با ابو رافع طعام
خوردند و حدیث کردند و برگشتند و از پیش وے برآمدند و ساکن شد حرکات و فرونشست اصوات و صدا دیدم کہ بواب
دیدم کہ مفتاح باب را در طاقچہ نہاد و بخواب رفت برخاستم و گرفتم مفتاح و بکشادم باب را برائے آنکہ فرضا اگر

کوئی علمی جواب مسلمانوں کے پاس نہ تھا ۔ اور کیا اسی وجہ سے بجنسہٖ زبان قلم کے بجائے زبان تیغ سے جواب دیا گیا تھا ۔ غالباً کوئی ذی علم اور سمجھدار مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

اہل حصار بیایند و از خبر دار شوند امروز تا ساقی بگریزیم و با روم ۔ بعد از آن خبردار شدم کہ ابو رافع بالا خانہ
است و بیدار است و قصہ خوانے پیش او قصہ می خواند و در حدیث بخاری آمدہ کہ افسانہا می خواند و چوں فارغ شد
ابو رافع بخواب رفت آنگاہ در بالا خانہ را کشادم و باندروں رفتم و در ہر خانہ کہ کشادم از درون بستم
تا اگر مطلع شوند بمن نرسند تا بخانہ رسیدم کہ ابو رافع دراں خانہ است دیدم او را کہ در خانہ تاریک میان
اہل و عیال خود خفتہ است و در نمی یابم کہ در کدام جانب خانہ خفتہ است پس ندا کردم و گفتم یا ابا رافع پس
بیدار شد و گفت ایں کیست پس بصوب آواز ضربے شمشیر زدم و از غایت دہشت کہ بر من استیلا یافتہ بود
شمشیر کارگر نیامد پس فریاد کرد ابو رافع و بیروں آمدم من از خانہ و بعد از لحظہ باز آمدم در خانہ و آواز خود را
تغیر دادم و چناں آواز کردم کہ فریاد رسم و گفتم اے ابو رافع ایں چہ آواز بود گفت وائے بر مادر تو
شخصے در خانہ است و تیغ بر من زدہ ایں مرتبہ تیز بسوئے آواز ضربے شمشیر زدم ہنوز کفایت نشد شمشیر
خود را بر شکمش نہادم و چنداں زور کردم کہ از پشتش بیروں آمد چنانچہ شنیدم آواز استخواں را و تمام شد
کار وے پس کشادم درہائے خانہ یک یک را تا رسیدم بزینہ پایاں را و شب مہتاب بود دانستم کہ
زمین است بیفتادم و شکست پائے ۔ ساق من پس آں شکستہ را بدستار خود بستہ بر
یکپائے جستہ رواں شدم و بیاران خود ملحق شدم و توقف کردیم تا بیروں چنانچہ شنیدیم آواز نوحہ گر را
و شنیدیم مردم را کہ گفتند ابو رافع تاجر حجاز کشتہ شد تا برداشتہ آوردند آنحضرت و آنحضرت
گفت و گفت بشارت باد ترا ۔ ۔ ۔ دست مبارک بود ۔ پائے شکستہ من شفا یافتم ۔ ۔ ۔ خواستم

پس جبکہ اسی طرح کسی مہدوی کا الفتنۃ اشد من القتل کی تعمیل کرنا بجائے خود حق و درست تھا اور جب کبھی بھی کسی سے بھی ایسی صورتیں پیش آتی رہیں گی قیامت تک حق و درست رہے گا۔

(۱۰) آپ نے صفحہ (۵۰۳) پر لکھا ہے کہ:۔

"سید نے اسلام کے شارع عام کو چھوڑ کر اور اسلامی عقائد سے روگردانی کرکے ایک نئے فرقہ کی بنا ڈالی"

اسی طرح اس تمام تحریر میں جابجا مہدویہ کے عقائد و اعمال کو اسلامی عقائد و اعمال کے خلاف بتانے کی آپ نے غلط جدوجہد کی ہے لیکن کوئی بھی منصف مزاج اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا کہ وہ امور جو کسی کی افترا پردازی کا نتیجہ ہیں وہ مہدویہ کے عقائد نہیں ہیں اور جو مہدویہ کے عقائد ہیں وہ حقیقت میں قرآن و حدیث کے مطابق اور عین اسلامی عقائد ہیں۔ اگر کسی نے ان کو اپنی کج فہمی سے جدید اور اسلامی عقائد کے خلاف سمجھا ہے تو یہ اس کی سمجھ کی غلطی ہے چنانچہ مشرکین قریش دین اسلام کو دین ابراہیم کے خلاف نیا دین ہی کہا کرتے تھے۔ یہ ان کی سمجھ کی غلطی تھی جو انھوں نے دین ابراہیم کو اپنے خیالات فاسد کے دائرے میں محدود کرلیا اور اسی کو دین ابراہیم سمجھ رکھا تھا۔ اسی طرح کوئی شخص اسلامی احکام کو صرف اپنے خیالات کی مطابقت میں محدود کرلیا ہو تو یہ اس کی سمجھ کی غلطی ہوگی۔

حال ہی میں رسالہ نگار نے لکھنو نے مہدویہ پر بعض ناواجبی اعتراضات کئے تھے جن کا بعض حد تک یہی ہے جو آپ نے بڑے مہدویہ کے حوالے سے اس کتاب میں

پیرد قلم کیا ہے۔ ان اعتراضات کا جواب کسی قدر تفصیل کیساتھ دیا گیا ہے۔ اس رسالہ کا نام تنویر الابصار بجواب اعتراضات رسالہ نگار ہے۔ جس میں ان عقائد و اعمال کی حقیقت سے بحث کیگئی ہے جن کو معترض نے قابل اعتراض خیال کیا تھا اس کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ معترضین نے مہدویہ کی کتابوں کے مضامین یا ان کے عقائد و اعمال کی اصلی شکل کو کسقدر مسخ کر کے پیش کیا ہے۔

(۱۱) مذہبی مسائل میں افہام و تفہیم اور احقاق حق کی غرض سے بحث و تحقیق کرنے کی حد تک کوئی مضائقہ نہیں لیکن کسی مصنف کا اپنے فرائض کے حدود سے آگے بڑھ جانا اور کسی مذہب کی نسبت غلط گوئی اور اسکے سیدھے سادے احکام کو عمداً یا اپنی کج فہمی سے توڑ موڑ کر بیجا صورت میں پیش کرکے عوام کو مغالطہ دینے اور مسلمانوں میں باہمی منافرت پیدا کرنے کا مرتکب ہونا۔ اہل مذہب کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کرنا کسی جماعت کے معتقد علیہ بزرگوں کی جناب میں ان کے خلاف شان بے ادبانہ زبان اختیار کرنا اسلامی احکام کے صریح خلاف بلکہ اخلاق و شرافت کے بھی منافی ہے

کاش آپ کا قلم بھی صحیح واقعہ نگاری یا زیادہ سے زیادہ اعتراضات کی حد تک محدود رہتا اور سب و شتم کے میدان میں جولانی نہ کرتا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ:۔

(الف) نہ صرف آپ نے ایک مخالف مہدویہ کی پر از اغلاط کتاب کو اپنے معلومات

عہ ملنے کے پتے:۔

(۱) سید حیدر صاحب اہل فضل۔ باحۃ الاسلام چن پٹن علاقہ میسور

(۲) سید جعفر صاحب ہرڈ اشر سعہتر بڑہ تک متصل سٹی مارکٹ۔ شہر بنگلور

(۳) مکتبہ ابراہیمیہ سٹیشن روڈ۔ حیدرآباد دکن۔

کا ذریعہ بنایا اور ان معلومات فاسدہ پر مہدویہ کی نسبت غلط فہمی پیدا کرنے کی بنا رکھی۔

(ب) اور نہ صرف اپنے مضمون میں تاریخ و سیر کی ناقابل عفو اغلاط کا ارتکاب کیا اور حضرت امامنا مہدی علیہ السلام اور آپکے اصحابؓ وغیرہ کے نام سے ایسی باتیں سپرد قلم کیں جن سے مہدویہ کے کان آجتک آشنا نہیں۔

(ج) اور نہ صرف یہ کہ عقائد و اعمال مہدویہ کے متعلق بدنمائی پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کی اور اُن کو "مہدویوں کی خرافات و کفریات" صفحہ ۱۱۵ "خرمن الحاد" ۹۲ وغیرہ اشتعال انگیز الفاظ سے تعبیر کیا۔

(د) اور نہ صرف یہ کہ آپنے مہدویہ اور بزرگان مہدویہ کی نسبت وہ توہین آمیز انداز بیان اختیار کیا ہے اور وہ رکیک و ناشایستہ الفاظ استعمال کئے ہیں جو نہ صرف تہذیب و شائستگی بلکہ شرافت و انسانیت سے بعید ہیں اور جن سے ہر دیکھنے اور پڑھنے والے کو روحانی صدمہ ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے مہدویہ کی نسبت آپ نے یہ گلفشانی کی ہے۔

"ملاحدہ مہدویہ صفحہ ۳۱۱ گمراہ فرقہ صفحہ ۳۱۶ بڑا مفسد گروہ ہے صفحہ ۳۰۶ مبتدع فرقہ صفحہ ۳۰۹ مہدوی نابکار صفحہ ۳۱۹ حق فراموش مہدوی صفحہ ۲۹۹ مہدوی گم کردگان رہ صفحہ ۳۱۲ دنیا پرست خود غرض صفحہ ۳ وغیرہ"

(ھ) صرف یہی نہیں کہ آپنے بلا کسی وجہ و تحریک کے جو مہدویہ کی طرف سے آپکے ساتھ کیگئی ہو آپ نے ایک جماعت کثیر کو اپنی بدگوئی کا نشانہ بنایا ہے بلکہ سینہ سوخت شگافتہ ہوتا۔ آنکھوں سے خون ٹپکنے لگتا۔ اور دل ناقابل برداشت روحانی صدمہ محسوس کرتا ہے جب آپکی وہ دل آزار اور دلخراش تحریریں اور بے ادبیانی

لکھی اور پڑھی جاتی ہیں جو آپ نے ایک جماعت کثیر کے اس مقتدا کی جناب میں کی ہیں جو اُس جماعت کے اعتقاد میں امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطا، داعی الی اللہ ہے مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ :-

"نادان مہدوی اتنا نہیں سمجھتے کہ سید کو مہدویت کی بشارت دینے والا بزرگ صورت اُس شیطان رجیم کے سوا اور کوئی نہیں تھا جس نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کا عہد کر رکھا ہے صـ۲۹۹"

"افسوس کہ سید کے رفقائے سفر میں کوئی بھی ایسا ذی علم اور صاحب عقل و خرد نہیں تھا جو حق گوئی سے کام لیکر سید سے کہتا کہ صاحب آپکی مہدویت کے جملہ الہام شیطانی ہیں ۔ صـ۱"

"اگر جونپوری بھی نورانی پیکر کو دیکھکر احادیث نبویہ کی طرف رجوع کرتا تو کبھی ممکن نہ تھا کہ اُسے اسلام کے شارع عام سے بے دید نصیب ہوتا لیکن شیطان کے ایک ہی پرتو جمال سے اس کی آنکھوں میں ان احادیث نبویہ کی طرف سے چربی چھا گئی صـ۳۰ وغیرہ"

اس قسم کی گستاخی اور دل آزاری کو کوئی کسطرح گوارا کرسکتا ہے ؟ اس امر کا فیصلہ کرنا ہر منصف مزاج شخص کے لئے اس طرح آسان ہے کہ وہ خود اپنی اور اپنی قوم اور اپنے معتقد علیہ بزرگوں کی نسبت اسی قسم کی توہین ۔ بدگوئی اور دل آزاری کا تصور کرے کہ وہ کس حد تک اس کو برداشت کرسکے گا ؟

چونکہ آپ نے کتاب ائمہ تلبیس کے دیباچہ میں ضروری التماس کے تحت یہ لکھا ہے کہ

"میں نے اپنی ناچیز استعداد کے مطابق کوشش کی ہے کہ واقعات"

"تو ان کے صحیح رنگ میں پیش کروں۔ تاہم میرا گمان ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ اسلئے اہل نظر سے ملتمس ہوں کہ جو جو اغلاط دیکھیں از راہ عنایت مجھے مطلع کریں تاکہ اگر اشاعت ثانی کی نوبت آئے تو ان کی اصلاح کردوں"

اس لئے بطور نمونہ یہ چند امور آپ کی توجہ کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔ اگر ان تمام وجوہ پر انصاف و دیانت کیساتھ غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ بقیہ مضامین بھی جو حضرت سید محمد جونپوری مہدئ موعود علیہ السلام اور مہدویہ سے متعلق ہیں ان کا بڑا حصہ غور کرنے کا محتاج ہے واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین فقط

کتاب ملنے کے پتے :-

(۱) شرف الدین واولادہ الکتبی ۔ بھنڈی بازار بمبئی نمبر (۳)

(۲) سید عبداللہ نور بیڑی مرچنٹ مین روڈ چن پٹن علاقہ میسور

(۳) مکتبہ ابراہیمیہ عابد روڈ ۔ حیدر آباد دکن

مطبوعہ

الکلام الیکٹرک پریس بنگلوری